ہمدرد شوریٰ پاکستان

مدیر اعلیٰ: قومی صدر ہمدرد شوریٰ پاکستان

محترمہ سعدیہ راشد

مئی2026

جلد............04

شمارہ:2026

موضوعِ فکر

''اسلام۔ امن اور محبت کا مذہب''

............نکاتِ فکر ہمدرد شوریٰ............

اجلاس کراچی	06/مئی 2026
اجلاس پشاور	12/مئی 2026
اجلاس راولپنڈی/ اسلام آباد	05/مئی 2026
اجلاس لاہور	06/مئی 2026

ترتیب وپیشکش

ایونٹس/ پروگرام

ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان، مرکزی دفتر کراچی

16ویں منزل، بحریہ ٹاؤن ٹاور، پی ای سی ایچ ایس بلاک 2،

کراچی پاکستان75400 ٹیلی فون021-38241611

مرتب کردہ:

ڈاکٹر ثناء غوری

رپورٹ

ڈاکٹر ثناء غوری	کراچی
محمد نعمان قیوم	پشاور
محمد امان اللہ نیازی	راولپنڈی/ اسلام آباد
سید علی بخاری	لاہور

ہمدرد شوریٰ کے اراکین کی رائے سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں۔

ہمدرد شوریٰ پاکستان کا اجلاس مئی 2026ء موضوع بحث: ’’اسلام ۔ امن اور محبت کا مذہب‘‘

اسلام امن، محبت، رواداری اور احترامِ انسانیت کا دین ہے، جس کی بنیادی تعلیمات انسانوں کے درمیان اخوت، خیر خواہی، عدل اور باہمی احترام کے فروغ پر مبنی ہیں۔ قرآنِ مجید اور اسوۂ رسول اکرم ﷺ انسانیت کو امن، اعتدال اور حسنِ سلوک کا راستہ دکھاتے ہیں اور ایک ایسے معاشرے کی تشکیل کی تلقین کرتے ہیں جہاں ہر فرد کو عزت، انصاف اور تحفظ حاصل ہو۔ آج کے دور میں جب کہ دنیا مختلف تنازعات، نفرتوں اور عدم برداشت کے مسائل سے دوچار ہے، اسلام کی حقیقی تعلیمات کو اجاگر کرنا وقت کی اہم ضرورت بن چکا ہے۔

اسی تناظر میں ہمدرد شوریٰ کے اجلاس میں ’’اسلام، امن اور محبت کا مذہب‘‘ کے موضوع پر سیر حاصل گفتگو کی گئی، جس میں مقررین نے اسلام کے آفاقی پیغامِ امن، انسانی بھائی چارے، اخلاقی اقدار اور معاشرتی ہم آہنگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ اجلاس میں اس امر پر زور دیا گیا کہ اگر ہم اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگیوں میں اسلامی تعلیمات کو اپنائیں تو نہ صرف معاشرتی مسائل میں کمی آ سکتی ہے، بلکہ ایک پرامن، مہذب اور باوقار معاشرے کی بنیاد بھی رکھی جا سکتی ہے۔ ہمدرد شوریٰ کے اس اہم اجلاس کی کارروائی قومی اخبارات اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے عوام تک پہنچی اور اس نے معاشرے میں مثبت فکری مکالمے کو فروغ دینے میں اپنا مؤثر کردار ادا کیا۔

موضوع کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے، ہمدرد شوریٰ پاکستان کی قومی صدر محترمہ سعدیہ راشد صاحبہ نے ہمدرد شوریٰ پاکستان کے اجلاس مئی 2026ء کے لیے ’’اسلام امن اور محبت کا مذہب‘‘ کو موضوعِ بحث تجویز کیا۔ اس اجلاس کا انعقاد پاکستان کے مختلف شہروں، پشاور، راولپنڈی/ اسلام آباد، لاہور اور کراچی میں کیا گیا۔ مجالس کا آغاز تلاوتِ قرآن پاک سے کیا گیا۔ محترمہ سعدیہ راشد صاحبہ، قومی صدر ہمدرد شوریٰ پاکستان نے اپنے پیغام میں اراکینِ شوریٰ کو غور وفکر کی دعوت دیتے ہوئے اپنے خط میں تحریر فرمایا کہ اسلام ایک ایسا آفاقی دین ہے جو انسانیت کو امن، محبت، رواداری اور بھائی چارے کا درس دیتا ہے۔ لفظ ’’اسلام‘‘ ہی سلامتی، سکون اور امن کا پیغام لیے ہوئے ہے۔ یہ دین نہ صرف اپنے ماننے والوں کے لیے، بلکہ پوری انسانیت کے لیے رحمت اور بھلائی کا ذریعہ ہے۔ قرآن مجید میں بار بار انسانوں کو امن، عدل اور احسان کی تلقین کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ بندے اللہ کو محبوب ہیں جو دوسروں کے ساتھ بھلائی اور انصاف کا معاملہ کرتے ہیں۔ اسی طرح ایک انسان کی جان بچانا پوری انسانیت کو بچانے کے مترادف قرار دیا گیا ہے، جو اسلام کی امن پسندی کی واضح دلیل ہے۔ نبی کریم ﷺ، جنھیں اللہ تعالیٰ نے ’’رحمۃٌ للعالمین‘‘ بنا کر بھیجا، نے اپنی پوری زندگی میں محبت، شفقت اور درگزر کا عملی نمونہ پیش کیا۔ محمد ﷺ نے ہمیشہ لوگوں کے ساتھ حسنِ سلوک کیا، حتیٰ کہ اپنے دشمنوں کو بھی معاف کر دیا۔ فتح مکہ کے موقع پر عام معافی کا اعلان اس بات کا روشن ثبوت ہے کہ اسلام بدلے کے بجائے محبت اور امن کو ترجیح دیتا ہے۔ اسلام کی تعلیمات میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ ایک سچا مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے محفوظ رہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام نہ صرف ظاہری امن، بلکہ دلوں کی صفائی، نیت کی پاکیزگی اور معاشرتی ہم آہنگی پر بھی زور دیتا ہے۔ محبت کا درس بھی اسلام کا بنیادی جزو ہے۔ اسلام ہمیں سکھاتا ہے کہ ہم اپنے لیے جو پسند کریں، وہی دوسروں کے لیے بھی پسند کریں۔ رنگ، نسل، زبان اور قومیت کی تفریق سے بالاتر ہو کر تمام انسانوں کے ساتھ محبت اور احترام کا برتاؤ کیا جائے۔ آج کے دور میں جب دنیا نفرت، تعصب اور اختلافات کا شکار ہے، اسلام کا پیغام پہلے سے زیادہ اہم ہو گیا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے کردار اور عمل سے یہ ثابت کریں کہ اسلام واقعی امن اور محبت کا مذہب ہے۔ دوسروں کے ساتھ حسنِ سلوک، برداشت اور

درگزر کے ذریعے ہم نہ صرف اپنے معاشرے کو بہتر بنا سکتے ہیں، بلکہ دنیا میں بھی ایک مثبت مثال قائم کر سکتے ہیں۔ میں ہمدرد شوریٰ کے اراکینِ محترم سے ملتمس ہوں کہ وہ اجلاس میں شرکت فرمائیں اور اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

ہمدرد شوریٰ (کراچی) اجلاس

ہمدرد شوریٰ (کراچی) کا اجلاس صدر ہمدرد شوریٰ پاکستان محترمہ سعدیہ راشد کی زیرِ صدارت منعقد کیا گیا۔اجلاس میں محترم جنرل (ر) معین الدین حیدر (اسپیکر)، محترم کرنل (ر) مختار احمد بٹ (ڈپٹی اسپیکر)، محترم سید مظفر اعجاز، محترم کموڈر سدید (ر) انور ملک، محترم ڈاکٹر ریاض الحق، محترم انجینئر ابن الحسن رضوی، محترم حسیب خان، پروفیسر ڈاکٹر عامر تاسین، پروفیسر امجد علی جعفری، بریگیڈیر (ر) طارق خلیل اور ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان سے سینئر منیجر پروگرامز اینڈ ایونٹس محترمہ ڈاکٹر ثناء غوری صاحبہ نے شرکت فرمائی۔ محترمہ پروفیسر ڈاکٹر نگار سجاد (اسکالر، ریسرچر، مصنفہ) کو بطور مہمانِ مقرر مدعو کیا گیا۔

پروفیسر ڈاکٹر نگار سجاد نے اپنے کلیدی خطاب میں فرمایا کہ اسلام ایک ایسا عالمگیر مذہب ہے جس کی بنیاد امن، محبت، رواداری اور انسان دوستی پر قائم ہے۔ لفظ ''اسلام'' س م ل (سلم) سے نکلا ہے، جس کے معنی سلامتی، سکون اور امن کے ہیں، جب کہ ''ایمان'' کا تعلق بھی امن اور اطمینان سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کی اصل روح انسانوں کے درمیان امن و محبت کو فروغ دینا اور معاشرے کو خوف، نفرت اور فساد سے پاک کرنا ہے۔ مسلمان وہ ہے جس سے دوسروں کی جان، مال اور عزت محفوظ رہے۔ یہ صرف ایک لغوی یا لسانی مفہوم نہیں، بلکہ ایک مکمل طرزِ فکر اور بیانیہ ہے جو اسلام انسانیت کے سامنے پیش کرتا ہے۔قرآنِ کریم اور احادیثِ نبویﷺ میں بے شمار مقامات پر امن، برداشت، صبر، عفو و درگزر اور محبت کا درس دیا گیا ہے۔ اسلامی تاریخ بھی ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے جو اس حقیقت کو واضح کرتے ہیں کہ اسلام انسانوں کے درمیان نفرت نہیں، بلکہ باہمی احترام اور سلامتی کا رشتہ قائم کرنا چاہتا ہے۔موجودہ دور میں جب دنیا خصوصاً مشرقِ وسطیٰ، فلسطین، غزہ، ایران، عراق، سوڈان اور یوکرین جنگی حالات سے دوچار ہے، ایسے میں اسلام کے حقیقی پیغامِ امن کو سمجھنا اور بھی ضروری ہو جاتا ہے۔اسلام صرف امن کے زمانے میں ہی امن کی بات نہیں کرتا، بلکہ جنگ کے حالات میں بھی اخلاقیات، انسانیت اور عدل کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتا۔ فقہائے اسلام نے یہ اُصول بیان کیا ہے کہ ایک اسلامی ریاست کی اولین ذمے داری یہ ہونی چاہیے کہ دنیا کو اس سے سلامتی کا پیغام ملے اور کسی قوم یا ملک کو اس سے خطرہ محسوس نہ ہو، خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق مسلمان ریاست کی خارجہ پالیسی کی بنیاد امن، رواداری اور بقائے باہمی ہونی چاہیے۔تاہم اسلام کمزوری یا بے عملی کا درس بھی نہیں دیتا۔ اگر کوئی قوم یا طاقت ظلم، جارحیت اور فساد پر اُتر آئے اور امن کے ساتھ رہنا نہ چاہے تو مسلمانوں کو دفاع کے لیے تیار رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ قرآنِ مجید سورۂ انفال میں ارشاد ہے کہ جہاں تک ممکن ہو قوت اور طاقت تیار رکھو، تاکہ دشمن تم پر حملہ کرنے کی جرأت نہ کرے۔ موجودہ دور میں اسے ''ڈیٹرنس'' یا دفاعی طاقت کا توازن کہا جا سکتا ہے، لیکن ساتھ ہی قرآن یہ بھی ہدایت دیتا ہے کہ اگر دشمن صلح کی طرف مائل ہو جائے تو مسلمانوں کو بھی فوراً صلح اختیار کر لینی چاہیے۔ یہی اسلام کا متوازن اور معتدل تصورِ امن ہے۔

اسلام نے جنگ کے تصور کو بھی انسانیت اور اخلاقیات کے تابع کیا۔ اسلام میں جنگ کا مقصد تباہی، انتقام یا غلبہ نہیں، بلکہ ظلم اور فساد کا خاتمہ ہے۔ رسولِ اکرمﷺ نے فرمایا کہ دشمن سے مڈبھیڑ کی تمنا نہ کرو، لیکن اگر جنگ مسلط کر دی جائے تو ثابت قدم رہو۔ اسلام جنگ کو ایک مجبوری اور آخری حل کے طور پر دیکھتا ہے، نہ کہ فخر اور خواہش کے طور پر۔حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جب حضرت اُسامہ بن زیدؓ کے لشکر کو روانہ کیا تو اپنے سپہ سالار کو ہدایت دی کہ عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور عبادت گزاروں کو نقصان نہ پہنچایا

جائے، درخت نہ کاٹے جائیں، باغات نہ جلائے جائیں اور عبادت گاہوں میں مصروف لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ یہ وہ اُصول تھے جو آج کی نام نہاد مہذب دنیا بھی مکمل طور پر قائم نہ رکھ سکی۔ آج جنگوں میں شہری آبادیوں، اسپتالوں، اسکولوں، سائنس دانوں اور معصوم بچوں کو نشانہ بنایا جاتا ہے، جب کہ اسلام چودہ سو سال پہلے جنگ کے دوران بھی انسانی حقوق کی حفاظت کا درس دے چکا ہے۔ اسی طرح حضرت عمرؓ کا اہلِ ایلیا (فلسطین) کے ساتھ کیا گیا معاہدہ امن اسلامی رواداری اور مذہبی آزادی کی روشن مثال ہے۔ اس معاہدے میں غیر مسلموں کے جان و مال، عبادت گاہوں، صلیبوں اور مذہبی آزادی کے تحفظ کی ضمانت دی گئی۔ اسلام نے واضح کر دیا کہ ''لا اِکراہَ فِی الدِّین'' یعنی دین میں کوئی جبر نہیں۔ حضرت عمرؓ کا اپنے عیسائی غلام کے ساتھ رویہ بھی اسی اسلامی تعلیم کا مظہر تھا کہ اسلام قبول کرنے پر کبھی زبردستی نہیں کی جا سکتی۔ بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور پر پھیلا، لیکن تاریخ اس دعوے کی نفی کرتی ہے۔ غیر مسلم مؤرخین جیسے کارلائل، ٹی ڈبلیو آرنلڈ، گبن اور موٹگمری واٹ نے اعتراف کیا کہ اسلام اپنی اعلیٰ اخلاقی تعلیمات، عدل، رواداری اور کردار کی قوت سے پھیلا۔ اگر اسلام جبر سے پھیلتا تو مکہ کے ابتدائی دس برسوں میں سینکڑوں لوگ خوشی سے اسلام قبول نہ کرتے۔

اسلام نہ تو مکمل مزاحمت کا فلسفہ پیش کرتا ہے اور نہ ہی تباہی و بربادی کا۔ اسلام ایک متوازن راستہ اختیار کرتا ہے، جہاں امن کو ترجیح دی جاتی ہے، لیکن ظلم اور جارحیت کے خلاف دفاع کی اجازت بھی دی جاتی ہے۔ یہی اسلام کا حقیقی پیغام ہے کہ انسانیت کو محبت، عدل، برداشت اور سلامتی کے ساتھ زندگی گزارنے کا حق دیا جائے۔ علامہ اقبال نے اسلام کے اسی فلسفہ جنگ و امن کو نہایت خوبصورتی سے بیان کیا ہے:

جنگ شاہان جہاں غارتگری است
جنگِ مومن سنتِ پیغمبری است

یعنی دنیا کے حکمرانوں کی جنگیں تباہی اور غارت گری کے لیے ہوتی ہیں، جبکہ مومن کی جدوجہد حق، انصاف اور انسانیت کے دفاع کے لیے ہوتی ہے۔ یہی اسلام کی اصل روح ہے کہ دنیا میں امن، محبت، انصاف اور انسانی احترام کو فروغ دیا جائے۔

موضوع کا تفصیلی جائزہ اور تبادلۂ خیال کے لیے اسپیکر نے فاضل اراکین شوریٰ کو اظہارِ خیال کی دعوت دی ان کی بحث اور تبادلۂ خیال سے مندرجہ ذیل نکات مرتب ہوئے ہیں۔

☆ اسلام امن، محبت، رواداری اور انسان دوستی پر قائم ایک عالمگیر دین ہے جو معاشرے میں سلامتی اور سکون کو فروغ دیتا ہے۔

☆ اسلام کا بنیادی پیغام یہ ہے کہ ہر انسان کی جان، مال اور عزت محفوظ ہو اور معاشرہ نفرت وفساد سے پاک رہے۔

☆ قرآن وسنت میں بار بار صبر، برداشت، عفوودرگزر اور باہمی احترام کی تعلیم دی گئی ہے۔

☆ اسلام جنگ کو کبھی پہلا انتخاب نہیں بناتا، بلکہ اسے آخری اور مجبوری کا حل سمجھتا ہے۔

☆ اسلامی تعلیمات کے مطابق اگر دشمن صلح کی طرف آئے تو فوراً صلح کو ترجیح دی جائے، تاکہ امن قائم ہو۔

☆ اسلامی ریاست کی بنیاد خارجہ پالیسی میں امن، رواداری اور بقائے باہمی پر ہونی چاہیے۔

☆ اسلام طاقت کے استعمال کی اجازت صرف دفاع اور ظلم کے خاتمے کے لیے دیتا ہے، نہ کہ جارحیت یا غلبے کے لیے۔

☆ جنگ کے دوران بھی اسلام انسانی حقوق کے تحفظ کا حکم دیتا ہے، جیسے غیر جنگجو افراد، خواتین، بچوں اور عبادت گاہوں کا احترام۔

☆ اسلامی تاریخ میں خلفائے راشدین کے عملی اقدامات امن، انصاف اور انسانی تحفظ کی روشن مثالیں ہیں۔

☆ اسلام مذہبی آزادی کی مکمل ضمانت دیتا ہے اور دین میں کسی قسم کے جبر کو قبول نہیں کرتا۔

☆ تاریخی و غیر مسلم مؤرخین بھی اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ اسلام زیادہ تر اپنے اخلاق، عدل اور کردار کی قوت سے پھیلا۔

☆ اسلام کا متوازن نظام یہ ہے کہ امن کو ترجیح دی جائے، مگر ظلم کے خلاف دفاع کو بھی ضروری سمجھا جائے۔

☆ اسلام انسانیت کو محبت، عدل، برداشت اور سلامتی کے ساتھ زندگی گزارنے کا مکمل

راستہ فراہم کرتا ہے۔
☆ہم امن میں رہنا چاہتے ہیں، لیکن بعض اوقات جنگ ہم پر مسلط ہو جاتی ہے اور پھر دفاع کرنا پڑتا ہے۔
☆کسی بھی جنگ یا فتح کے بعد یہ دیکھنا ضروری ہے کہ وہاں کس طرح کا نظام قائم کیا گیا اور عوام کے ساتھ کیا سلوک ہوا۔
☆تاریخ میں مختلف طاقتوں نے مفتوحہ علاقوں میں مختلف رویے اختیار کیے، جن میں بعض اوقات مقامی آبادیوں پر سختی بھی شامل رہی۔
☆امریکہ میں ریڈ انڈینز اور آسٹریلیا میں مقامی آبادیوں کے ساتھ سخت اور غیر مساوی رویہ اختیار کیا گیا۔
☆یورپی طاقتوں نے مختلف براعظموں میں قبضے کیے اور وہاں کے معاشرتی و اقتصادی نظام کو متاثر کیا۔
☆اس کے مقابلے میں بعض تاریخی روایات کے مطابق مسلمانوں کے دور میں مقامی آبادیوں کو عمومی طور پر مکمل تباہی یا جبری مذہبی تبدیلی کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔
☆یروشلم میں مختلف مذاہب کے لوگ مسلمان دورِ حکومت میں نسبتاً امن کے ساتھ رہتے رہے۔
☆اسپین میں مسلمانوں کی طویل حکمرانی کے دوران یہودیوں سمیت مختلف طبقات کو نسبتاً تحفظ اور سہولت حاصل رہی۔
☆اسلام کا بنیادی اُصول امن، عدل اور رواداری ہے۔
☆اسلام ''لا اکراہ فی الدین'' کے اصول کے تحت مذہبی آزادی کی ضمانت دیتا ہے۔
☆ تاریخی طور پر اسلام کئی علاقوں میں تلوار کے بجائے اخلاق، عدل اور دعوت کے ذریعے پھیلا۔
☆دنیا کے تمام بڑے مذاہب بنیادی طور پر اخلاق، سچائی، انصاف اور انسانیت کی خدمت کی تعلیم دیتے ہیں۔
☆اصل مسئلہ مذاہب نہیں، بلکہ انسانوں کا طرزِ عمل ہے، جو بگاڑ یا فساد پیدا کرتا ہے۔
☆ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا ہے کہ دین ایک ہی ہے۔
☆اسلام کوئی نیا دین نہیں، بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کے دور سے چلا آ رہا ہے، اور تمام انبیاء کرام اسی دین کی دعوت دیتے رہے۔
☆ قرآن کے مطابق تمام انبیاء پر ایمان لانا ضروری ہے اور ان کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا جاتا۔
☆مسلمان تمام انبیاء کے بارے میں ''سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا'' یعنی ہم نے سنا اور اطاعت کی کا عقیدہ رکھتے ہیں۔
☆اسلام انسانوں کے درمیان رنگ، نسل، قوم اور حیثیت کی بنیاد پر کسی قسم کی برتری کو تسلیم نہیں کرتا۔
☆ حجۃ الوداع میں نبی کریم ﷺ نے واضح فرمایا کہ عربی کو عجمی پر، گورے کو کالے پر اور امیر کو غریب پر کوئی فضیلت نہیں۔
☆اسلام کی بنیادی تعلیم مساوات، اخوت اور انسان دوستی ہے۔
☆اسلام تمام انسانوں کو برابری کی بنیاد پر دیکھنے کی تعلیم دیتا ہے۔
☆اسلام تمام انبیاء کے درمیان تفریق کو رد کرتا ہے اور سب کو ایک ہی سلسلے کا حصہ مانتا ہے۔
☆اسلام کسی کو خارج نہیں کرتا، بلکہ سب کو اپنے دائرے میں شامل کرتا ہے۔
☆اگر اسلامی تعلیمات کو صحیح طور پر سمجھا جائے تو معاشرے میں نفرت اور اختلاف کی بنیاد ختم ہو سکتی ہے۔
☆اسلام ایک ہمہ گیر اور جامع نظامِ زندگی پیش کرتا ہے جو امن اور ہم آہنگی کو فروغ دیتا ہے۔
☆ تمام انبیاء کرام ایک ہی بنیادی پیغام لے کر آئے اور ان کے درمیان تفریق درست نہیں۔
☆اسلام انسانیت کو رنگ، نسل، قومیت اور زبان سے بالاتر ایک وحدت سمجھتا ہے۔
☆ حجۃ الوداع میں انسانی مساوات کا واضح اور جامع اُصول پیش کیا گیا۔
☆معاشرتی امن کی بنیاد نفرت نہیں، بلکہ انصاف، اخلاق اور انسانیت ہے۔
☆اسلام میں جنگ صرف دفاعی ضرورت کے تحت اور آخری حل کے طور پر جائز ہے۔
☆اسلامی تاریخ میں عمومی رجحان تباہی نہیں، بلکہ نظم، عدل اور بقائے باہمی کا رہا ہے۔
☆اسلام مذہبی آزادی کو تسلیم کرتا ہے اور دین میں کسی قسم کے جبر کی اجازت نہیں دیتا۔
☆مختلف مذاہب کے لوگ تاریخی طور پر مسلم معاشروں میں ساتھ ساتھ زندگی گزارتے رہے۔
☆اصل مسئلہ مذاہب نہیں، بلکہ انسانی رویے،

طاقت اور مفادات ہیں۔
☆ امن کے قیام کے لیے مذاہب کی اصل تعلیمات کو سمجھنا ضروری ہے۔
☆ مکالمہ، برداشت اور باہمی احترام عالمی امن کی بنیاد ہیں۔
☆ اسلام کا پیغام انسانیت کو امن، عدل اور مشترکہ بھلائی کی طرف لے جانا ہے۔

ہمدرد شوریٰ (پشاور) اجلاس

ہمدرد شوریٰ (پشاور) کے اجلاس میں پروفیسر ڈاکٹر فخر الاسلام (اسپیکر)، محترم سید مشتاق حسین بخاری (ڈپٹی اسپیکر)، محترم ڈاکٹر اقبال خلیل، محترم پروفیسر حامد محمود، محترم قاری شاہد اعظم، محترم ڈاکٹر صادق الرحمٰن، محترم ڈاکٹر سعید انور، محترم جسٹس (ر) وجیہہ الدین، محترم ملک لیاقت علی تبسم، محترمہ غزالہ یوسف، محترمہ ناز پروین، محترمہ ڈاکٹر سیما شفیع جب کہ مبصرین میں محترم میاں جمال شاہ صاحب (ماہر تعلیم) محترمہ پروفیسر ثمینہ عفت، محترم میاں انور اور ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان (پشاور) سے محترم محمد خالد اور محترم عابد شاہ نے شرکت کی۔ ڈین فیکلٹی آف اسلامک / سوشل سائنسز قرطبہ یونیورسٹی پشاور، پروفیسر ڈاکٹر مشتاق احمد صاحب کو بطور مہمان مقرر مدعو کیا گیا۔
اجلاس میں پروفیسر ڈاکٹر فخر الاسلام (اسپیکر) نے اپنے کلیدی خطاب میں مذکورہ موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ کسی بھی معاشرے میں امن قائم کرنے کے لیے ریاست اور عوام، دونوں کو اپنا کردار ادا کرنا ہوتا ہے۔ صرف ایک دوسرے سے توقعات وابستہ کرنے سے امن قائم نہیں ہوسکتا، بلکہ یہ ہم سب کی مشترکہ ذمے داری ہے کہ ریاست بھی مؤثر اقدامات کرے اور عوام بھی اپنی ذمے داریاں پوری کریں۔ باہمی احترام، مکالمہ اور سماجی انصاف امن کے لیے مضبوط بنیاد فراہم کرتے ہیں اسی طرح اتحاد اور باہمی رواداری کو فروغ دینا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات اور اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات میں اعتدال، تحمل اور برداشت کا درس موجود ہے، جن پر عمل کر کے ہم معاشرے میں امن و ہم آہنگی پیدا کر سکتے ہیں۔ اگر ہم ایک دوسرے کو برداشت نہ کریں تو امن کا قیام ممکن نہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ معاشرے میں تہذیب کے دائرے میں رہتے ہوئے ڈائیلاگ اور مکالمے کو فروغ دینا بھی ضروری ہے، تاکہ ہر فرد دوسرے کے نقطہ نظر کو سن اور سمجھ سکے۔ ریاست کی ذمے داری ہے کہ قانون اور انصاف کی حکمرانی قائم کرے، عوام کو بنیادی سہولیات فراہم کرے، مہنگائی پر قابو پائے اور لوگوں کی زندگی آسان بنائے۔ ایک اہم ذمے داری ریاست اور عوام دونوں کی مشترکہ ہے اور وہ ہے باہمی اعتماد کا قیام۔ شہری قوانین اور آئین کا احترام کریں جب کہ ریاست عوام کے حقوق کا تحفظ یقینی بنائے۔ یہی باہمی اعتماد، تعاون اور رواداری پائیدار امن کی بنیاد بنتے ہیں۔
مہمانِ مقرر پروفیسر ڈاکٹر مشتاق نے موضوع پر اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام خود امن کا دین ہے اور امن ہی اس کا بنیادی پیغام ہے۔ آج ہمارے معاشرے میں امن ایک اہم سماجی اور سیاسی تقاضا بن چکا ہے، مگر افسوس کہ اسے سبوتاژ کیا جا رہا ہے اور اس کے اسباب و محرکات پر سنجیدگی سے غور نہیں کیا جاتا۔ میں اپنی گفتگو کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں، قابیل اور ہابیل، کے واقعے سے کرتا ہوں جس کا ذکر قرآنِ کریم کی سورۂ المائدہ میں موجود ہے۔ جب دونوں بھائیوں کے درمیان تنازعہ پیدا ہوا تو قابیل نے کہا کہ وہ اپنے بھائی کو قتل کر دے گا۔ جواب میں ہابیل نے نہایت بلند فکر کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اگر تم مجھے قتل کرنے کے لیے ہاتھ بڑھاؤ گے تب بھی میں تمھیں قتل کرنے کے لیے ہاتھ نہیں اُٹھاؤں گا۔ یہ وہ عظیم سوچ ہے جس کی آج کے مہذب معاشرے کو شدید ضرورت ہے، تاکہ ہم سمجھ سکیں کہ امن کیا ہے اور فساد و تصادم کیا ہیں۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بھی ہمارے لیے ایک روشن مثال ہے۔ جب رومی سپاہی انھیں گرفتار کرنے آئے تو ان کے شاگردوں نے تلواریں نکال لیں، مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تلواریں رکھ دو، کیوں کہ جو لوگ تلوار سے مارتے ہیں وہ تلوار سے ہی مارے جاتے ہیں۔ انھوں نے

واضح کیا کہ تشدد کسی مسئلے کا حل نہیں۔ رسول اکرم ﷺ کی سیرت بھی امن و مصالحت کی بے شمار مثالوں سے بھری ہوئی ہے۔ ایک موقع پر قبائل کے درمیان شدید جنگ جاری تھی اور سینکڑوں لوگ مارے جا چکے تھے، مگر حضور اکرم ﷺ نے نوجوانوں کو اعتماد میں لے کر انھیں جنگ بندی پر آمادہ کیا اور ایسا معاہدہ تشکیل دیا جس کے بعد قبائل کے درمیان لڑائی نہ ہو۔ یہی وہ فکر ہے جو ہمارے نوجوانوں میں پیدا ہونی چاہیے، کیوں کہ نوجوان ہی معاشرے میں مثبت تبدیلی لا سکتے ہیں۔ اسی طرح خانۂ کعبہ میں حجرِ اسود کی تنصیب کے وقت قبائل کے درمیان شدید اختلاف پیدا ہو گیا تھا اور جنگ کا خطرہ پیدا ہو چکا تھا، مگر رسول کریم ﷺ نے نہایت حکمت اور محبت سے اس مسئلے کو حل کر کے ایک بڑی خونریزی کو روک دیا۔ ہمیں بھی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے کہ جنگ، نفرت اور تصادم کے بجائے امن، سکون اور خوشی کو فروغ دیں۔ اسلام کا پیغام سراسر سلامتی اور خیرخواہی پر مبنی ہے۔ مسلمان جب نماز مکمل کرتے ہیں تو دائیں اور بائیں دونوں طرف السلام علیکم ورحمتہ اللہ کہہ کر پوری انسانیت کے لیے امن و سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔ جو لوگ دن میں پانچ مرتبہ امن کا پیغام دیتے ہوں، وہ امن کے دشمن کیسے ہو سکتے ہیں؟ اسلام اپنے فلسفہ امن کو چند بنیادی اُصولوں پر قائم کرتا ہے۔ سب سے اہم اُصول یہ ہے کہ دوسروں کے وجود، عقائد اور افکار کو برداشت کیا جائے۔ جب تک ہم دوسروں کے وجود کو تسلیم اور برداشت نہیں کریں گے، معاشرے میں اعتماد پیدا نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ جب رسولِ اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے میثاقِ مدینہ تشکیل دیا، جس میں یہودیوں کو بھی شامل کیا گیا اور انھیں یہ احساس دلایا گیا کہ وہ بھی معاشرے کا برابر کا حصہ ہیں۔ اسلام میں جبر کی کوئی گنجائش نہیں۔ کسی کو بزورِ شمشیر مسلمان نہیں بنایا گیا۔ اسلام تمام انسانوں کے بنیادی حقوق کو برابر تسلیم کرتا ہے اور دوسرے مذاہب کے احترام کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلام یہ بھی سکھاتا ہے کہ دوسروں کے وسائلِ معاش پر لالچ بھری نگاہ نہ رکھی جائے، کیوں کہ معاشی ناانصافی بداعتمادی اور بدامنی کو جنم دیتی ہے۔ اگر ہم ایک پرامن معاشرہ چاہتے ہیں تو ہمیں انصاف، برداشت، احترامِ انسانیت اور باہمی اعتماد کو فروغ دینا ہوگا۔ بے شک اسلام امن، محبت، رواداری اور انسانیت کا مذہب ہے۔

اگر ہم غزوہ بدر کو دیکھیں تو یہ مختصر وقت میں فیصلہ کن مرحلے تک پہنچ گئی تھی۔ رسولِ کریم ﷺ نے کبھی بھی قتال کی حوصلہ افزائی نہیں کی۔ آپ ﷺ صرف مجبوری کی حالت میں تلوار اُٹھاتے تھے۔ پھر بھی جب جنگ سے واپس آتے تو فرماتے کہ ہم بڑے جہاد کی طرف لوٹ آئے ہیں اور وہ بڑا جہاد انسان اور معاشرے کے منفی اثرات کو ختم کرنے کی مسلسل جدوجہد ہے۔ جنگ دراصل ایک ہنگامی کیفیت ہوتی ہے، اُس نے تلوار اُٹھائی تو میں نے بھی تلوار اُٹھائی، اُس نے حملہ کیا تو جواب دینا پڑا۔ اگر آپ قدیم زمانے کی جنگوں، مثلاً مہابھارت، یا برصغیر اور خطے کی قبائلی و پشتون روایتی لڑائیوں کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ جنگیں مختلف معاشروں کی تاریخ کا حصہ رہی ہیں۔ تاہم اسلامی جنگوں کا جائزہ لیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ ان کا مقصد جارحیت نہیں، بلکہ دفاع اور امن کا قیام تھا۔ مثال کے طور پر غزوہ خندق میں بھی محاصرہ کفار کی جانب سے طویل کیا گیا تھا، نہ کہ مسلمانوں کی طرف سے۔ اس لیے اسلامی جنگوں کو ان کے اصل تاریخی اور اخلاقی تناظر میں دیکھنا چاہیے۔

موضوع کا تفصیلی جائزہ اور تبادلۂ خیال کے لیے اسپیکر نے فاضل اراکین شوریٰ کو اظہارِ خیال کی دعوت دی ان کی بحث اور تبادلۂ خیال سے مندرجہ ذیل نکات مرتب ہوئے ہیں۔

☆ قرآن مجید اور اسوۂ حسنہ ﷺ کو اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کا عملی حصہ بنایا جائے اور اس اصلاح کا آغاز گھر اور خاندان سے کیا جائے۔

☆ معاشرے میں امن کے قیام کے لیے فرائض اور حقوق کے درمیان توازن پیدا کیا جائے، تاکہ ہر فرد اپنے حقوق کے ساتھ اپنی ذمے داریوں کو بھی پورا کرے۔

☆ ریاست اور عوام کے درمیان اعتماد کی بحالی کے لیے انصاف، شفافیت اور بنیادی

حقوق کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔
☆ اسلامی تعلیمات میں موجود عدل، دیانت، رحم، برداشت اور ذمے داری کے اُصولوں کو عملی طور پر اپنایا جائے، تاکہ معاشرتی ہم آہنگی فروغ پا سکے۔
☆ فرقہ واریت، لسانی تعصب، صوبائی عصبیت اور دیگر تقسیم پیدا کرنے والے رجحانات کی حوصلہ شکنی کی جائے اور قومی یکجہتی کو فروغ دیا جائے۔
☆ نوجوان نسل کو اسلام کے صحیح تصورِ جہاد، امن، رواداری اور ذمے دار شہری ہونے کی تعلیم دی جائے، تاکہ وہ انتہا پسندانہ اور گمراہ کن نظریات سے محفوظ رہ سکیں۔
☆ امن کے فروغ کو اسلامی تعلیمات کا بنیادی مقصد سمجھتے ہوئے ہر سطح پر مکالمے، افہام و تفہیم اور باہمی احترام کو فروغ دیا جائے۔
☆ ظلم، ناانصافی اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے خلاف پرامن اور مؤثر آواز بلند کی جائے اور مظلوموں کی اخلاقی و انسانی حمایت کی جائے۔
☆ میثاقِ مدینہ کی روشنی میں مختلف مذاہب اور طبقات کے درمیان باہمی احترام، رواداری اور پرامن بقائے باہمی کو فروغ دیا جائے۔
☆ ملک میں آباد مذہبی اقلیتوں کے حقوق، خدمات اور قومی کردار کا احترام کیا جائے اور انھیں مساوی شہری حقوق فراہم کیے جائیں۔
☆ مختلف مسالک کے درمیان ہم آہنگی، برداشت اور مکالمے کی فضا پیدا کی جائے، تاکہ اختلافات نفرت اور تصادم کا سبب نہ بنیں۔
☆ علمائے کرام، دانشوروں اور سماجی رہنماؤں کو تحمل، اعتدال اور دانشمندی کے ساتھ معاشرے میں اتحاد اور امن کے فروغ کے لیے کردار ادا کرنا چاہیے۔
☆ جہاد کے وسیع اسلامی تصور کو اُجاگر کیا جائے جس میں علمی، اخلاقی، سماجی اور اصلاحی جدوجہد کو اہمیت حاصل ہے، نہ کہ صرف قتال کو۔
☆ تعلیم، تحقیق، مکالمے اور فکری رہنمائی کے ذریعے نوجوانوں کو پیچیدہ قومی اور بین الاقوامی مسائل کا متوازن فہم فراہم کیا جائے۔
☆ تشدد، انتہاپسندی اور نفرت پر مبنی بیانیوں کے بجائے امن، انصاف اور انسانی وقار پر مبنی سوچ کو فروغ دیا جائے۔
☆ قرآن و سنت کی تعلیمات کی روشنی میں عدل و انصاف کے نظام کو مضبوط بنایا جائے، کیوں کہ پائیدار امن کی بنیاد انصاف ہی پر قائم ہوتی ہے۔
☆ نئی نسل کی اخلاقی، دینی اور فکری تربیت پر خصوصی توجہ دی جائے تا کہ وہ خیر و شر میں تمیز کر سکیں اور معاشرے کے مثبت اور ذمے دار شہری بنیں۔
☆ معاشرے کے ہر فرد کو خیر، اصلاح، خدمتِ خلق اور انسانیت کے فائدے کے لیے اپنا کردار ادا کرنے کی ترغیب دی جائے، تاکہ ایک پرامن، مستحکم اور متحد معاشرہ تشکیل پا سکے۔
اجلاس میں شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس شہید کی روح کے ایصالِ ثواب کے لیے اجتماعی دعا کی گئی۔

ہمدرد شوریٰ (راولپنڈی/اسلام آباد) اجلاس

ہمدرد شوریٰ (راولپنڈی /اسلام آباد) کے اجلاس میں محترم امتیاز حید (اسپیکر)، محترم نعیم اکرم قریشی، محترم نیاز محمد عرفان، محترم پروفیسر زاہد علی قریشی، محترم طارق شاہین، محترم تنویر نصرت، محترم ڈاکٹر فرحت عباس، محترم اسلام الدین قریشی، محترم حکیم بشیر بھیروی اور محترم ڈاکٹر محمود الرحمٰن اور ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان (راولپنڈی/اسلام آباد) سے محترم امان نیازی نے شرکت کی۔ اجلاس میں ڈاکٹر شہزاد اقبال شام کو بطور مہمانِ مقرر مدعو کیا گیا۔ آپ اسلامک یونی ورسٹی سے ایل ایل بی شریعہ اینڈ لاء مکمل کیا، پروفیسر ڈاکٹر محمود غازی کی نگرانی میں ایم فل اور پھر پی ایچ ڈی شریعہ کیا انھی کے ساتھ شریعہ اکیڈمی میں بطورِ مدرس و محقق وابستہ رہے، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی سے بطور پروفیسر ریٹائر ہوئے۔ آپ کئی ممالک کے سربراہان کی دعوت پر ان کے مہمان بھی رہے۔ آپ آئی پی ایس میں بطور سینئر ریسرچ فیلو کام کر رہے ہیں۔
مہمان مقرر ڈاکٹر شہزاد اقبال شام نے اپنے کلیدی خطاب میں فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ ''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرا مسلمان بھائی محفوظ رہے۔'' اسلام امن، محبت اور سلامتی کا

مذہب ہے اور دوسروں کو امن و عافیت کے ساتھ رہنے کی تلقین کرتا ہے ۔ اسلام امن پھیلانے اور محبت کے ذریعے انسانوں کے دلوں پر حکومت کرنے کا نام ہے دینِ اسلام دیگر مذاہب کے ساتھ رواداری اور محبت کا درس دیتا ہے حضور نبی کریم ﷺ کی تعلیمات پر عمل کیا جائے تو اس سے نفرتوں کا خاتمہ ہوگا اور دنیا میں امن قائم ہوگا یہ بڑے اعزاز کی بات ہے کہ پاکستان دو بڑے ممالک کی جنگ رکوانے کا اعزاز حاصل کر چکا ہے ۔ اسلام تمام اقوام اور معاشروں کو باہمی اخوت اور محبت کا درس دیتا ہے ۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ پڑوسیوں کے اس قدر حقوق ہیں کہ مجھے خدشہ ظاہر ہوا کہ کہیں پڑوسیوں کو بھی وراثت میں حصہ دار نہ ٹھہرا دیا جائے ۔ پہلی اسلامی فلاحی ریاست مدینہ کی ریاست تھی ۔ جس میں ہر ایک کو مساوی حقوق دیے گئے ۔ اسلام کا پیغام امن، اتحاد اور یکجہتی و محبت ہے ۔ اسلام کے پیغام پر عمل کر کے ہی ہم ناقابلِ تسخیر قوت بن سکتے ہیں ۔ ہم وطن عزیز کی سلامتی اور تحفظ کے لیے قوم کو ایک پلیٹ فارم پر متحد ہونا ہوگا قوم متحد ہوگی تو دشمن کی کوئی سازش کامیاب نہیں ہو سکتی ۔ اسلام انتہا پسندی کی بجائے اعتدال کا درس دیتا ہے جو روح اور جسمانی ضروریات کے درمیان توازن قائم رکھتا ہے ۔ محبت اور حسنِ اخلاق اسلام کی بنیاد ہیں ۔ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات میں محبت، رواداری اور معافی کو مرکزی حیثیت حاصل ہے ۔ اسلام انسان کو دنیا اور آخرت دونوں میں کامیابی حاصل کرنے کا مکمل راستہ دکھاتا ہے ۔ اسلام کی تعلیمات پر عمل کر کے ہی ہم دنیا اور آخرت میں اپنا مقام بنا سکتے ہیں ۔

موضوع کا تفصیلی جائزہ اور تبادلۂ خیال کے بعد مہمان مقرر اور فاضل اراکین شوریٰ کی آراء سے مندرجہ ذیل نکات مرتب کیے گئے ۔

☆ بلاشبہ اسلام امن، انسان دوستی اور رواداری کا درس دیتا ہے آپ ﷺ کی ساری زندگی امن و سلامتی، صبر و برداشت اور عفو و درگزری کے عمل سے گزری ۔ طائف کی وادی میں جب کفار نے آپ ﷺ پر شدید سنگباری کی تو حضرت جبرائیلؑ حاضر ہوئے اور عرض کی کہ رسول اکرم ﷺ حکم دیں تو اس وادی کو تہس نہس کر دوں اور اس کا نام و نشاں صفحہ ہستی سے مٹا دوں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نہیں اگرچہ یہ لوگ گمراہ ہیں، لیکن ان کی آنے والی نسلیں صراطِ مستقیم پر ہوں گی ۔ آج طائف کی سرزمین اسلام کی دولت سے مالا مال ہے ۔ انتہائی خوشحال اور ترقی یافتہ شہر ہے، یہ تب ہوا جب حضور ﷺ نے اپنے ساتھ ہوئی شدید زیادتی کو معاف کیا ۔ عفو و درگزر کی عظیم مثال قائم کی ۔ ہمارا دینِ اسلام حضور ﷺ سے والہانہ محبت اور عقیدت کے بغیر مکمل ہی نہیں ہو سکتا ہمارا ایمان آپ ﷺ سے اور آپ ﷺ کی تعلیمات سے جڑ کر ہی مکمل اور مستحکم ہو سکتا ہے ۔

☆ اسلام امن کا گہوارہ ہے ۔ دین اسلام محبت کا ایک فطری عمل ہے ۔ دنیا میں پہلا قتل حضرت آدمؑ کے بیٹوں کے درمیان پیش آیا ۔ یہ واقعہ انسانی تاریخ میں حسد اور نفرت کی بنیاد پر ہونے والا پہلا جرم قتل تھا ۔ قابیل نے اپنے سگے بھائی ہابیل کو قتل کیا ۔ ایک بھائی محبت کی علامت بنا اور دوسرا بھائی نفرت کی ۔ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے ۔ اسلام امن، سلامتی اور بھائی چارے کا دین ہے جو انسانوں کے مابین، محبت، انصاف اور رواداری کو فروغ دیتا ہے ۔ اسلام کی تعلیمات میں امن اور برداشت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے ۔ اسلام اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ فطری نظام کے تحت پوری زندگی گزارنے کا نام ہے ۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ''پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ ۔'' زندگی کے تمام شعبوں کے لیے اسلام نے ہمیں ایک بہترین نظام، ایک لائق عمل دستور اور بہترین لائحہ عمل عطا کیا ہے اور ایسے اُصول عطا کیے ہیں جن کے مطابق زندگی گزاری جائے تو زندگی نہایت آسان ہو جائے ۔ زندگی مشکل تب ہوتی ہے جب غیروں کے کلچر کو گلے کا طوق بنا کر پہن لیا جاتا ہے ۔ ہمیں غلط رسومات کو ختم کرنا ہوگا تب ہی ہمارا معاشرہ ایک صالح معاشرہ بن سکتا ہے ۔

☆ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا کہ ''آج میں نے تمھارے لیے تمھارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمھارے لیے اسلام کو بطورِ دین پسند کیا۔''

اسلام ایک آفاقی اور محبت کا مذہب ہے جس کی بنیاد اللہ کی رحمت ، رسول اکرم ﷺ کی اطاعت اور انسانیت کے ساتھ حسنِ سلوک پر ہے ۔ اللہ نے قرآن میں ارشاد فرمایا کہ اس کتاب قرآن مجید میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے ۔ آپ ﷺ کی زندگی حسنِ اخلاق کا عملی نمونہ تھی جس میں سب کے لیے رہنمائی موجود ہے ۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے لوگو! میں تمھارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ایک اللہ کی کتاب (قرآنِ کریم) دوسری اس کے پیغمبر کا طریقہ ۔ تم جب تک اسے مضبوطی سے پکڑے رکھو گے گم راہ نہیں ہو گے ۔ قرآن وسنّت کو اپنا کر ہم دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو سکتے ہیں ۔

☆ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا: ”اللہ اسلام اور سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے“ جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں وہ انھیں بذریعہ قرآن سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے ۔ اللہ فتنہ اور فساد کو قطعاً پسند نہیں کرتا ۔ پیغمبر اسلام اور خلفائے راشدینؓ نے مکمل اور عالمی امن کے حوالے سے جو کوششیں کی ہیں اس کی بڑی بڑی مثالیں ہمارے سامنے ہیں جس میں میثاقِ مدینہ ، معاہدہ نجران جو کہ نجران کے عیسائیوں کے بارے میں تھا ۔ دینِ اسلام کے دینِ محبت ہونے کی اس سے بڑی کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ قرآنی تعلیمات کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کی سیرت ، قول وفعل اور تعلیم وتربیت کا سارا خلاصہ ہی بنی نوع انسان اور ساری مخلوق سے محبت اور شفقت ہے ۔ حالیہ ایران اور اسرائیل جنگ میں ہم نے دیکھا کہ کس طرح ایک فریق طاقت کے نشے میں کمزور ممالک پر غلبہ حاصل کرنے کے لیے انسانی آبادیوں پر حملہ کر کے اپنے مقاصد حاصل کرنا چاہتا ہے ، لیکن اس میں اقوامِ متحدہ ایک خاموش تماشائی بنا ہوا ہے ۔ اگر ہم تاریخِ اسلامی کا مطالعہ کریں تو ہمیں پتا چلتا ہے کہ مسلمان حکمرانوں نے رواداری اور امن کو فروغ دیا ۔ اللہ تعالیٰ دنیا میں پائیدار امن کے قیام کے لیے ہمارے پاکستان کو ذریعہ بنایا ، تا کہ ہم اپنے مفاد کے لیے نہیں ، بلکہ دوسروں کی فلاح و بہبود کے لیے جدوجہد کریں ۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو ۔ آمین

☆ اسلام محبت کا پیکر ہے ، بھائی چارے اور عفوو درگزر کا پیغام دیتا ہے ۔ دینِ اسلام کا کسی اور مذہب سے تقابل ، سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے ، چوں کہ اسلام امن ، محبت اور انسانیت کا پیغام دیتا ہے اسی لیے صبر وشکر اور خدمتِ خلق کی تعلیم بھی دیتا ہے جو اُمتِ مسلمہ کو جوڑنے کا سبب ہے ۔ اسلام کا بنیادی پیغام امن عالم اور محبت ہے ۔ اسلام انسانیت کا علمبردار ہے ۔ ایمان کی بنیاد عشقِ رسول ﷺ ہے ۔ سوشل میڈیا پر اسلام کے پیغام کو پسند کیا جا رہا ہے اسلام ہمیں سچائی کا درس دیتا ہے ۔ اسلام ہمیں عشقِ حقیقی سے ملاتا ہے ۔ قرآن پاک نے ایمان والوں کو بھائی سے تعبیر فرمایا ہے ۔ آپ ﷺ نے ایمان و تقویٰ کو فضیلت قراد دیا ہے ۔ سورۃ الحجرات میں ارشاد ہے: ”ہم نے تمھیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تمھاری پہچان کے لیے مختلف قبیلے بنائے اور تم میں سب سے بڑا عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے بے شک اللہ سب جانتا ہے اور باخبر ہے ۔“ ارشادِ نبوی ﷺ ہے: ”کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ ہوں ۔“ اللہ پاک اس مملکتِ خداداد کو ہر فتنے اور خطرے سے محفوظ فرمائے ۔ آمین

☆ آج کا عنوان ہمارے دین کے متعلق سوال اُٹھا رہا ہے کیا ہم آج دینِ اسلام پر چل رہے ہیں ؟ اسلام ایک کامل دین ہے ، لیکن آج کے مسلمان اسے مکمل زندگی کے نظام کے طور پر اپنانے کی بجائے صرف چند رسومات تک محدود کر چکے ہیں ۔ اگرچہ شخصی طور پر بہت سے لوگ دین پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں ، لیکن مجموعی طور پر خاندانی ، اقتصادی اور سماجی نظام میں مغرب یا دیگر نظاموں کا اثر زیادہ نظر آتا ہے ۔ قرآن میں ارشاد ہے: ”جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی تو وہ انھی میں سے ہے ۔“ اسلام ہی وہ واحد دین ہے جس پر مکمل عمل پیرا ہو کر ہم نے زندگی گزارنی ہے ، کیوں کہ فلاح کا راستہ صرف اسلام کا ہی راستہ ہے ۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلامی تہذیب کو عام کیا جائے اور مغربی تہذیب سے اپنا رشتہ بالکل بند کر دیا جائے اور یہ اسی وقت ممکن ہو گا جب

ہم اپنے اندر دینِ اسلام کی مکمل صفات پیدا کریں گے جو نبی کریم ﷺ ،صحابہ کرامؓ، تابعین اور صالحین کے اندر موجود تھیں۔اللہ ہمارے اندر جذبۂ ایمانی پیدا فرمائے اور اسلام کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

☆ یہ ایک عالمی حقیقت ہے کہ اسلام امن اور محبت کا مذہب ہے اور رہے گا۔اسلام کے اسی پیغام پر عمل پیرا ہو کر ہی مسلم امہ نے صدیوں تک کرّہ ارض پر حکومت کی ہے ۔جہاں جہاں اسلامی سلطنتیں قائم ہوتی چلی گئیں وہاں امن وسکون، بھائی چارہ اور محبت والفت کے گلستان و بوُستان آباد ہوتے چلے گئے ۔غور و فکر کی بات یہ ہے کہ امن بھی، جہاد کی کوکھ سے ہی جنم لیتا ہے ۔مسلم حکمرانوں اور سپہ سالاروں نے جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعے ہی امن اور محبت کا معاشرہ قائم کیا تھا، لیکن آج 57 مسلم ریاستوں پر خون کے آنسوؤں سے نوحہ پڑھنے کو دل چاہ رہا ہے۔اگر مسلم امہّ کے حکمران متحد ہو جائیں تو مسلم دنیا اپنے تمام دشمنوں کو سبق سکھانے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہے، لیکن اس کے لیے ہر مسلم حکمران اور سپہ سالار کو صلاح الدین ایوبی کا کردار ادا کرنا ہوگا۔

☆ اسلام امن پسند دین ہے جب امن قائم ہو جائے تو سارے مسئلے حل ہو جاتے ہیں ۔اسلام محض عبادات کا مجموعہ نہیں، بلکہ ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اور تمام امور کی عکاسی کرتا ہے۔ایک انسان کی جان بچانا پوری انسانیت کی جان بچانے کے مترادف ہے۔آج دنیا جس دھانے پر کھڑی ہے نفرت کی فضا قائم ہے ۔انسانیت کو دوبارہ امن ،محبت اور ہم آہنگی کی راہ پر لانے کے لیے اسلام کی تعلیمات پر مکمل عمل پیرا ہونا پڑے گا۔قرآن بارہا انسانوں کو عدل و احسان اور رواداری کی تعلیم دیتا ہے ۔ہمیں چاہیے کہ ہم دیانت ، عدل ، برداشت اور محبت کو اپنی عملی زندگی کا حصہ بنائیں ۔ امن کو قائم رکھنا ہی ہماری مستقل ذمے داری ہے۔

☆ اسلام نے ہمیشہ امن و سلامتی کا درس دیتا ہے ۔ہم اسلامی تعلیمات کو کسی بھی پہلو سے دیکھیں تو ہمیں ایسا لگتا ہے کہ عفوو درگزر، رحمت وشفقت ہی سارا اسلام ہے۔عفوو درگزر کی اس سے بڑی کیا مثال ہوسکتی ہے کہ آپ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر عام معافی کا اعلان فرمایا تھا۔آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ جو قرآن کی عملی تفسیر ہے، ہمارے لیے بہترین نمونہ اور ہدایت کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔اسلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ وہ ضابطہ ہے جو انسان کو اس کی تخلیق کے مقاصد سے روشناس کرواتا ہے اس پر عمل پیرا ہو کر ہی دنیاوی ترقی اور اُخروی نجات ممکن ہے۔

☆ آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ ہمارے لیے ایک روشن تفسیر ہے۔اسلام میں محبت کسی ایک گروہ تک محدود نہیں، بلکہ پوری انسانیت کے لیے ہے۔نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ اس شخص پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔''اسلام نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں کے حقوق کے تحفظ کی بھی ضمانت دیتا ہے۔اسلام کا تصورِامن صرف نظری نہیں، بلکہ عملی،اخلاقی اور قانونی بنیادوں پر قائم ہے۔بطور اہلِ فکر ہمیں یہ سمجھنا ہوگا کہ اسلام تنگ نظری اور عصبیت کو سختی سے رد کرتا ہے اور ہمیں غور وفکر، تحقیق اور دلیل کی راہ اپنانے کی دعوت دیتا ہے، تاکہ ہم تعصّبات سے بلند ہو کر حقیقت تک پہنچ سکیں اور ایک متوازن ومہذب اور پرامن معاشرہ تشکیل دے سکیں جس سے عالمِ اسلام حقیقی معنوں میں امن، رواداری، اخوت اور محبت کا گہوارہ بن سکے۔

وماعلینا الا لبلاغ المبین ۔

ہمدرد شوریٰ (لاہور) اجلاس

ہمدرد شوریٰ لاہور کے اجلاس میں محترم پروفیسر ڈاکٹر میاں محمد اکرم (اسپیکر)،محترم عمر ظہیر میر(ڈپٹی اسپیکر)،محترم قیوم نظامی، محترمہ خالدہ جمیل چوہدری،محترم عثمان غنی، محترم حکیم راحت نسیم،محترم رانا امیر احمد خان، محترم پروفیسر ڈاکٹر خالد محمود عطا،محترمہ سیدہ فرح ہاشمی اور محترم کاشف ادیب جاویدانی، جب کہ مبصرین میں محترم محمد نصیر الحق ہاشمی،محترم عبدالرزاق باجوہ،محترم محمد صابر اعوان،محترم سید اختر علی جعفری ،محترم شہر یار اصغر مرزا، محترم ڈاکٹر مہر محمد سعید اختر،محترم مہر عبدالروف، محترم ڈاکٹر مصطفیٰ کمال،محترمہ ڈاکٹر کنول

فیروز،محترم انجینئر محمد آصف،محترم ڈاکٹر نبیل احمد نبیل،محترم فریاد علی،محترم محمد اصغر،محترم قاری محمد اور ہمدرد فاونڈیشن کی جانب سے محترم سید علی بخاری (ڈپٹی ڈائریکٹر پروگرامز، لاہور) نے شرکت کی۔اجلاس میں بین المذاہب ہم آہنگی اور رواداری کو ملحوظ رکھتے ہوئے، مسیحی برادری سے محترم نوخیز کھوکھر، سکھ برادری سے محترم سردار سکندر سنگھ اور ہندو مذہب سے تعلق رکھنے والے محترم بھگت لال نے خصوصی شرکت کی۔اجلاس میں محترم پروفیسر ڈاکٹر سید محمد قمر زیدی (دینی اسکالر و سابق پرنسپل اورینٹل کالج جامعہ پنجاب) بطور مہمان مقرر مدعو کیا گیا۔

محترم پروفیسر ڈاکٹر سید محمد قمر زیدی نے اپنی کلیدی خطاب میں فرمایا کہ حقیقت یہ ہے کہ انسانی برادری میں مذاہب کا وجود انسان کی اصلاح، اس کے باطن کی پاکیزگی اور اس کے ظاہر کے حسن اخلاق کے لیے ہے۔خواہ وہ آسمانی مذاہب ہوں یا انسانی اصلاح کی دیگر تحریکیں، سب کا بنیادی مقصد انسانیت کی فلاح اور اخلاقی تربیت ہے۔اسلام ان تمام میں ایک ممتاز، جامع اور ہمہ گیر پیغام ہے، جو اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کے ذریعے پوری انسانیت کے لیے بھیجا۔ آپ ﷺ نہ صرف آخری نبی ہیں، بلکہ رحمت اللعالمین ہیں، جن کی تعلیمات تمام انسانوں کے لیے ہدایت کا سرچشمہ ہیں۔ ہم اکثر فخر سے یہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اعلیٰ ترین انسانی اخلاق کا نمونہ پیش کیا، لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ہم نے اس کردار کو اپنی عملی زندگی میں بھی اپنایا یا مکی دور کی سختیاں، مخالفتیں اور ازمائشیں ہمارے سامنے ہیں۔ ان حالات میں بھی آپ ﷺ کا رویہ محبت، صبر اور انسانیت سے بھرپور تھا۔ایک غلام، ایک بیمار، ایک کمزور انسان کے ساتھ آپ ﷺ کا سلوک ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ انسانیت مذہب، رنگ اور طبقے سے بالاتر ہے۔آج دنیا ایک گلوبل گاوں بن چکی ہے۔ ہمارے الفاظ، ہمارے اعمال، سب دنیا کے سامنے ہیں۔ ایسے میں اگر ہمارا کردار ہمارے دعووں کے مطابق نہ ہوتو ہمارے الفاظ کی تاثیر ختم ہو جاتی ہے۔اسی لیے اصل سوال یہ ہے کہ کیا ہم اسلام کو صرف بیان کر رہے ہیں یا اس میں جی بھی رہے ہیں؟ انھوں نے کہا کہ برصغیر میں اسلام تلوار سے نہیں، بلکہ صوفیاء کے اخلاق، محبت اور کردار سے پھیلا۔خواجہ نظام الدین اولیاء جیسے بزرگوں نے بغیر کسی تفریق کے انسانوں کی خدمت کی۔ بھوکے کو کھانا، بیمار کی تیمارداری اور انسان کو انسان سمجھنا درحقیقت یہی اسلام کا عملی چہرہ ہے ان صوفیاء کرام نے یہ سبق دیا کہ مذہب کا اصل جوہر انسان کی خدمت اور محبت ہے، نہ کہ تقسیم اور نفرت ۔ بدقسمتی سے آج ہم نے دین کو نظریات تک محدود کر دیا ہے اور عمل کو پس پشت ڈال دیا ہے۔

ہم گفتگو میں تو اتحاد کی بات کرتے ہیں، لیکن عمل میں تفرقہ پیدا کرتے ہیں۔ حالانکہ ہماری اصل وحدت صرف ایک ہے وہ ہے، لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ جب یہ کلمہ ہماری زبان سے نکل کر ہمارے دل، ہمارے اعمال اور ہمارے معاشرے میں اُتر جائے گا، تب ہی ہم حقیقی معنوں میں اسلام کے نمائندے بن سکیں گے۔ان کا کہنا تھا کہ اسلام صرف ایک عقیدہ نہیں، بلکہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔یہ انسان کو جوڑنے آیا ہے، توڑنے نہیں۔ یہ محبت سکھاتا ہے، نفرت نہیں۔یہ خدمت سکھاتا ہے، برتری نہیں۔اگر ہم نے اپنے کردار کو نبی کریم ﷺ کے اسوہ کے مطابق بنا لیا، تو نہ صرف ہمارے معاشرے کے مسائل حل ہوں گے بلکہ دنیا بھی اسلام کے حقیقی پیغام کو سمجھے گی۔

جناب نوخیز کھوکھر صاحب نے اپنے خطاب میں محبت، امن، بھائی چارے اور انسانیت کی خدمت کے حوالے سے نہایت خوبصورت اور فکر انگیز گفتگو کی۔ اگر آج پوری مجلس سے یہ سوال کیا جائے کہ نفرت کی ضرورت ہے یا محبت کی، تو یقیناً ہر شخص یہی جواب دے گا کہ آج دنیا کو محبت، امن، پیار اور بھائی چارے کی ضرورت ہے۔ مسیحی مذہب اور انجیل مقدس میں بھی انسانیت، محبت اور خدمت کا واضح درس موجود ہے۔ انجیل مقدس میں بار بار یہ تعلیم دی گئی ہے کہ ''اپنے پڑوسی سے اپنے جیسی محبت کرو'' اور پڑوسی صرف اپنے مذہب کا نہیں، بلکہ کسی بھی عقیدے یا برادری سے ہو سکتا ہے۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے

بھی بھوکوں، پیاسوں، ناداروں اور ضرورت مندوں کی خدمت کو انسانیت کا اصل معیار قرار دیا۔ مذہب، عقیدہ اور مسلک اپنی جگہ اہم ہیں، لیکن ان کے دائرے میں رہتے ہوئے بھی ہم ایک دوسرے کے ساتھ محبت، احترام اور بہتر رویے کے ساتھ زندگی گزار سکتے ہیں۔ جنگ، نفرت اور ہتھیار کبھی مسائل کا حل نہیں ہوتے، جب کہ مکالمہ، ثالثی اور محبت ہی دیرپا امن کی بنیاد بنتے ہیں۔ پاکستان کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ مشکل حالات میں بھی اس نے ہمیشہ امن اور ثالثی کا کردار ادا کیا ہے۔ آج ہمیں بطور پاکستانی یہ عہد کرنا ہوگا کہ ہم انسانیت کو جوڑیں گے، توڑیں گے نہیں۔ اگر ہر شخص اپنی اپنی حیثیت اور ذمے داری کے مطابق محبت، خدمت اور خیر کے کاموں میں حصہ ڈالے تو وہ دن دور نہیں جب پاکستان دنیا میں امن، محبت اور انسانیت کی قیادت کرنے والا ملک بن جائے گا۔ دنیا کے تمام مذاہب کا گہرا مطالعہ کر لیا جائے تو ہر مذہب انسانیت، محبت، امن اور بھلائی ہی کا درس دیتا ہے۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ ہم اپنی الہامی تعلیمات کو عملی زندگی میں نافذ کریں اور انسانیت کی خدمت کو اپنا شعار بنائیں۔

بھگت لال نے اپنے خطاب میں کہا کہ ہندو دھرم ہر جاندار کے احترام اور تحفظ کا درس دیتا ہے۔ گیتا کی تعلیمات ایک حقیقی عالم، نیک انسان، جانور، غریب یا کمتر سمجھے جانے والے فرد سب کو ایک ہی نظر سے دیکھتا ہے، اور یہی اصل انسانیت ہے۔ کوئی بھی مذہب تشدد، قتل، نفرت، شراب نوشی، جوا، فریب یا فساد کی تعلیم نہیں دیتا، بلکہ تمام مذاہب امن، سکون، بھائی چارے اور محبت کی دعوت دیتے ہیں۔ ہم کیا کرنے آئے تھے، ہم کیا کر بیٹھے کہیں مندر بنا بیٹھے، کہیں مسجد بنا بیٹھے ہم سے اچھی تو پرندوں کی ذات ہے کبھی مندر پہ جا بیٹھے، کبھی مسجد پہ جا بیٹھے۔

محترم قیوم نظامی نے اپنے خطاب میں کہا کہ اسلام کا پیغام دراصل امن، محبت، رحمت، رواداری، عدل، اخوت اور احترامِ انسانیت کا پیغام ہے۔ مسلمان جب ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو ''السلام علیکم'' کہتے ہیں، جس کا مطلب ہی سلامتی اور امن کی دعا دینا ہے۔ اسی طرح ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' کے ذریعے انسان اللہ تعالیٰ کی رحمت، شفقت اور محبت کا اقرار کرتا ہے۔ زبان سے محبت اور امن کا دعویٰ کرنے کے باوجود عملی زندگی میں ہم ان تعلیمات سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ حدیثِ مبارکہ ہے کہ ''مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے محفوظ رہیں'' اور یہی اصل اسلامی تعلیم ہے۔ تمام مذاہب انسانیت، احترامِ آدمیت اور بقائے باہمی کا درس دیتے ہیں، جبکہ نفرت، تعصب اور تقسیم انسانیت کسی بھی الہامی مذہب کی تعلیم نہیں۔ سورۃ النساء کی آیت 150 کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر ایمان لانے اور ان کے درمیان تفریق نہ کرنے کا حکم دیتا ہے۔ ان کے مطابق اسلام تمام انبیاء اور الہامی مذاہب کے احترام کا درس دیتا ہے اور یہی حقیقی اسلامی فکر ہے۔ عدم برداشت کو موجودہ دور کا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ دنیا میں نفرت، انتہا پسندی اور تقسیم کی اصل وجہ ''عدم برداشت'' ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر حضورﷺ کے عظیم جذبہ عفو و درگزر کو انسانیت کے لیے بہترین مثال قرار دیا۔ مسجد نبویﷺ میں نجران کے عیسائیوں کی آمد اور حضورﷺ کی جانب سے ان کی میزبانی کے تاریخی واقعہ ہمارے لیے مثال ہے۔ اسلام ہمیشہ بین المذاہب احترام، رواداری اور بقائے باہمی کا داعی رہا ہے۔ معروف مفکر جارج برنارڈ شا نے اپنی کتاب میں کہا کہ اسلام ایک بہترین مذہب ہے، مگر ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان اپنی عملی زندگی میں بھی اسلام کی حقیقی تعلیماتِ امن، محبت، برداشت اور احترامِ انسانیت کو اختیار کریں۔ انھوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقیقی معنوں میں اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

معزز اراکینِ شوریٰ کی رائے سے مندرجہ ذیل نکات ترتیب دیے گئے۔

☆ تمام مذاہب انسانیت، امن، محبت، برداشت اور بھائی چارے کا درس دیتے ہیں، لہٰذا معاشرے میں نفرت کے بجائے رواداری کو فروغ دیا جائے۔

☆اسلام کی حقیقی تعلیمات کو صرف تقاریر تک محدود

رکھنے کے بجائے عملی زندگی میں نافذ کیا جائے۔
☆ بین المذاہب مکالمے، مشترکہ تقریبات اور رابطوں کو فروغ دے کر قومی یکجہتی کو مضبوط بنایا جائے۔
☆ نوجوان نسل کو صوفیائے کرام کے کردار، محبت، خدمت اور انسان دوستی کے پیغام سے روشناس کرایا جائے۔
☆ اختلافِ رائے کے باوجود ایک دوسرے کے عقائد، مذاہب اور شخصیات کا احترام یقینی بنایا جائے۔
☆ معاشرے میں عدم برداشت، نفرت انگیزی اور انتہا پسندی کے خاتمے کے لیے اجتماعی شعور بیدار کیا جائے۔
☆ ضرورت مند، بھوکوں، بیماروں اور کمزور طبقات کی خدمت کو مذہبی اور قومی فریضہ سمجھا جائے۔
☆ تعلیمی اداروں، سماجی تنظیموں اور میڈیا کے ذریعے امن، محبت اور انسانی احترام کے پیغام کو عام کیا جائے۔
☆ ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کے پیغامِ وحدت کو عملی طور پر اپناتے ہوئے فرقہ واریت سے اجتناب کیا جائے۔
☆ ہر فرد اپنی اپنی ذمے داری اور دائرۂ کار میں انسانیت کو جوڑنے، محبت بانٹنے اور خیر کے کاموں میں کردار ادا کرے۔

اس امر پر بھی زور دیا گیا کہ دوسروں کے مذہبی جذبات، مقدس شخصیات اور عبادت گاہوں کا احترام کرنا ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ شرکاء نے اس بات پر اتفاق کیا کہ اشتعال انگیزی، دل آزاری، گالی گلوچ، تضحیک اور تمسخر جیسے رویے معاشرتی نفرت اور فرقہ واریت کو جنم دیتے ہیں، لہٰذا ان سے ہر صورت اجتناب کیا جانا چاہیے۔ تجاویز میں کہا گیا کہ اختلافات کو دشمنی میں بدلنے کے بجائے برداشت، صبر اور حکمت کے ساتھ مکالمے کے ذریعے حل کیا جائے۔ قانون کو ہاتھ میں لینے کے بجائے عدل کے نظام پر اعتماد کیا جائے اور اگر کسی جگہ اصلاح کی ضرورت ہو تو مہذب اور مثبت انداز میں آواز بلند کی جائے۔ اجلاس میں اس بات پر بھی زور دیا گیا کہ چوں کہ تمام انسان عزت، امن اور احترام چاہتے ہیں، اس لیے ایک دوسرے کے عقائد اور مذاہب کا احترام کرتے ہوئے سخت اور اشتعال انگیز زبان سے پرہیز کیا جائے۔ آخر میں اس عزم کا اظہار کیا گیا کہ اسلام نفرت نہیں، بلکہ محبت، قتل نہیں، بلکہ زندگی کے تحفظ اور تعصب نہیں بلکہ عدل و انصاف کا درس دیتا ہے۔ ان اُصولوں پر عمل پیرا ہو کر ہی ایک پرامن، مضبوط اور متحد پاکستان کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے۔

ہمدرد شوریٰ پاکستان کا اجلاس، مئی 2026ء موضوع بحث: ''اسلام۔ امن اور محبت کا مذہب'' تحریری طور پر موصول ہونے والی اراکینِ شوریٰ کی سفارشات اور تجاویز

لیفٹیننٹ جنرل (ر) معین الدین حیدر
رکن ہمدرد شوریٰ، کراچی

ہم امن میں رہنا چاہتے ہیں، لیکن بعض اوقات جنگ مسلط کر دی جاتی ہے، اور پھر دفاع کرنا پڑتا ہے۔ جب کوئی جنگ ہوتی ہے یا ممالک پر قبضہ کیا جاتا ہے تو یہ دیکھنا ضروری ہے کہ بعد میں وہاں کس طرح کا نظام قائم کیا گیا اور حکومت کیسے چلائی گئی۔ تاریخ میں یہ بھی دیکھا جانا چاہیے کہ مختلف اقوام نے مفتوحہ علاقوں کے ساتھ کیا سلوک کیا۔

امریکہ کی مثال لی جائے تو وہاں مقامی ریڈ انڈینز آباد تھے جن کے پاس محدود وسائل تھے، جب کہ آنے والوں کے پاس جدید ہتھیار تھے۔ اسی طرح آسٹریلیا اور دیگر خطوں میں مقامی آبادیوں کے ساتھ سخت رویہ اختیار کیا گیا۔ یورپی طاقتوں نے کئی صدیوں تک دنیا کے مختلف حصوں پر قبضہ کیا اور وہاں کے معاشروں کو متاثر کیا۔ اس کے برعکس جب مسلمان مختلف علاقوں میں پہنچے تو تاریخ بتاتی ہے کہ عام طور پر انھوں نے مقامی آبادیوں کو مکمل طور پر تباہ نہیں کیا اور نہ ہی ان کے

مذہب یا معاشرت کو زبردستی ختم کیا۔ یروشلم کی مثال دی جاتی ہے جہاں مختلف مذاہب کے لوگ مسلمان حکمرانی میں نسبتاً امن سے رہے۔ اسپین میں تقریباً آٹھ سو سال تک مسلمانوں کی حکومت رہی اور وہاں یہودیوں سمیت دیگر اقوام کو نسبتاً تحفظ حاصل رہا۔ اسلام کا بنیادی اُصول امن، عدل اور رواداری ہے۔ قرآن وسنت کی تعلیمات کے مطابق جب تک ممکن ہو صلح اور امن کو ترجیح دی جائے، لیکن اگر ظلم اور جارحیت مسلط ہو جائے تو دفاع کی اجازت ہے۔ اسلام جنگ کو کبھی مقصد نہیں بناتا، بلکہ اسے صرف ایک مجبوری اور دفاعی صورت میں قبول کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین کی تعلیمات میں واضح ہے کہ جنگ کے دوران بھی عورتوں، بچوں، بوڑھوں، عبادت گاہوں اور عام شہریوں کو نقصان نہ پہنچایا جائے۔ اسلام نے ہمیشہ مذہبی آزادی کا احترام کیا ہے۔ ''لا اکراہ فی الدین'' یعنی دین میں کوئی جبر نہیں، اسلام کا بنیادی اُصول ہے۔ تاریخ میں یہ بھی دیکھا گیا کہ بہت سے علاقوں میں اسلام تلوار کے بجائے اخلاق، عدل، کردار اور دعوت کے ذریعے پھیلا۔

اسلام نہ مکمل جنگ کا فلسفہ دیتا ہے اور نہ مکمل غیر فعالیت کا، بلکہ ایک متوازن نظام پیش کرتا ہے، جس میں امن کو ترجیح دی جاتی ہے اور ظلم کے خلاف دفاع ضروری سمجھا جاتا ہے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ دنیا کے تمام مذاہب بنیادی طور پر اچھائی، سچائی، انصاف، محبت اور خدمت انسانیت کا درس دیتے ہیں۔ اصل مسئلہ مذاہب نہیں، بلکہ انسانوں کا عمل ہے۔ جب انسان انصاف اور اخلاق چھوڑ دیتا ہے تو فساد پیدا ہوتا ہے۔ اسلام کا پیغام آج بھی یہی ہے کہ دنیا میں امن، محبت، عدل اور بقائے باہمی کو فروغ دیا جائے۔

بریگیڈیئر (ر) ڈاکٹر ریاض الحق

رکن ہمدرد شوریٰ، کراچی

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر ارشاد فرمایا ہے کہ دین ایک ہی ہے۔ یہ بات صرف قرآن ہی نہیں، بلکہ ایک امریکی محقق اور صحافی گیری ولسن نے اپنی کتاب Understanding of Quran میں بھی بیان کی ہے کہ اسلام کوئی نیا دین نہیں، بلکہ یہ وہی دین ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے چلا آ رہا ہے۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام اسی دینِ اسلام کی دعوت لے کر آئے۔ قرآنِ مجید کے مطابق تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام دنیا میں تشریف لائے اور سورۃ البقرہ کی آخری آیات میں بھی یہ بات واضح کی گئی ہے کہ مسلمان تمام انبیاء پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کے درمیان کسی قسم کا فرق نہیں کرتے۔ ہم کہتے ہیں: ''سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا'' یعنی ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی۔

جب اللہ تعالیٰ خود یہ فرما رہا ہے کہ انبیاء کے درمیان کوئی تفریق نہیں تو پھر امت میں اختلاف اور نفرت کی کوئی بنیاد باقی نہیں رہتی۔ نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنے آخری خطبہ حجۃ الوداع میں بھی یہ اصول واضح فرمایا کہ کسی عربی کو عجمی پر، کسی گورے کو کالے پر اور کسی امیر کو غریب پر کوئی فضیلت حاصل نہیں۔ تمام انسان برابر ہیں۔

لہٰذا جب انسانوں کے درمیان کوئی برتری یا تفریق نہیں، اور جو شخص اللہ کو مانتا ہے وہ اسلام کے دائرے میں آ جاتا ہے، تو پھر نفرت اور اختلاف کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

اسلام کی تعلیمات کا بنیادی پیغام محبت اور اخوت ہے۔ جب ہم ان اُصولوں کو مان لیتے ہیں کہ انبیاء کے درمیان تفریق نہیں کرنی، تو پھر باہمی اختلافات اور دشمنی کی بنیاد خود بخود ختم ہو جاتی ہے۔

اسلامی تعلیمات میں یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ وطن پرستی کو اسی طرح منفی تصور کیا گیا ہے جیسے بت پرستی۔ حب الوطنی اور قوم پرستی میں فرق ہے، اور جدید تصورِ قوم پرستی (Nationalism) دراصل ایک مغربی نظریہ ہے جو بعد میں دنیا میں پھیلا۔

یہ نظریہ یورپ کی پیداوار ہے، جسے نوآبادیاتی دور میں دیگر معاشروں تک منتقل کیا گیا۔ اسی نظریے کے تحت ہر قوم اپنی برتری کے لیے دوسرے کو کم تر سمجھتی ہے اور یوں استحصال اور طاقت کا غیر متوازن نظام پیدا ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ قوم پرستی ایک منفی نظریہ ہے، جس پر معروف ادیب رابندر ناتھ ٹیگور نے بھی

اپنی تحریروں میں تنقید کی ہے۔اگر ہم نبی کریم ﷺ کے آخری خطبہ اور قرآنِ مجید کی تعلیمات کو سامنے رکھیں تو یہ واضح ہوتا ہے کہ انسانیت کو رنگ، نسل اور قومیت کی بنیاد پر تقسیم نہیں کیا جاسکتا۔اسلام ایک جامع اور ہمہ گیر دین ہے جو کسی کو خارج نہیں کرتا، بلکہ سب کو اپنے دائرے میں شامل کرتا ہے۔ جب انبیاء کرام کے درمیان فرق نہیں رکھا گیا تو پھر انسانوں کے درمیان نفرت اور دشمنی کی کوئی بنیاد باقی نہیں رہتی۔اگر ان تعلیمات کو صحیح معنوں میں سمجھا اور اپنایا جائے تو دنیا واقعی محبت، امن اور بھائی چارے کا گہوارہ بن سکتی ہے۔

انجینئر سید ابن الحسن رضوی
رکن ہمدرد شوریٰ، کراچی

قرآنِ مجید کی تعلیمات اس بنیادی حقیقت کو واضح کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانیت کی رہنمائی کے لیے ایک ہی دین اور ایک ہی بنیادی پیغام نازل فرمایا ہے، جو مختلف ادوار میں آنے والے انبیاءِ کرام کے ذریعے انسانوں تک پہنچتا رہا۔اس تصور کے مطابق انبیاء کے درمیان کسی قسم کی تفریق نہیں کی جا سکتی، کیوں کہ سب کا مقصد انسان کو توحید، اخلاق، عدل اور ہدایت کی طرف بلانا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآنِ کریم اہلِ ایمان کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ وہ تمام انبیاء پر ایمان لائیں اور ان کے درمیان فرق نہ کریں۔

اسلام کی بنیادی فکر انسانوں کے درمیان اتحاد اور مساوات پر قائم ہے۔ انسانی تاریخ میں مساوات اور سماجی انصاف کا ایک جامع اُصول ہے، جو ہر قسم کی نسلی، لسانی اور طبقاتی تقسیم کی نفی کرتا ہے۔اس تناظر میں اسلام کا پیغام نفرت کے بجائے محبت اور تفریق کے بجائے وحدت ہے۔ جب انسانیت کو ایک ہی خاندان سمجھا جائے تو پھر کسی قوم، نسل یا خطے کی بنیاد پر دشمنی یا نفرت کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ اختلافات کی بنیاد اگر شناختوں پر رکھی جائے تو معاشرے تقسیم کا شکار ہو جاتے ہیں، لیکن اگر بنیاد اخلاق، انصاف اور انسانیت ہو تو معاشرہ امن اور توازن کی طرف بڑھتا ہے۔

اسلامی تعلیمات میں امن کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اگرچہ بعض حالات میں جنگ ناگزیر ہو جاتی ہے، لیکن اسے ہمیشہ آخری اور دفاعی آپشن کے طور پر ہی تسلیم کیا گیا ہے۔ اسلام واضح ہدایات دیتا ہے کہ جنگ کے دوران بھی بے گناہ افراد، عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور عبادت گاہوں کو کسی نقصان کا نشانہ نہ بنایا جائے۔اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام کا مقصد تباہی نہیں بلکہ عدل اور تحفظِ انسانیت ہے۔

تاریخی طور پر مختلف تہذیبوں اور طاقتوں کے درمیان فتوحات اور جنگیں ہوئی ہیں، لیکن اسلامی تاریخ کا عمومی رجحان یہ رہا ہے کہ مفتوحہ علاقوں میں مکمل تباہی یا جبری مذہبی تبدیلی کے بجائے نظم و انصاف اور سماجی توازن کو برقرار رکھنے کی کوشش کی گئی۔ اسی لیے کئی خطوں میں مختلف مذاہب اور قومیں ایک ساتھ طویل عرصے تک نسبتاً امن کے ساتھ رہتی رہیں۔اسلام نے مذہبی آزادی کو ایک بنیادی اُصول کے طور پر تسلیم کیا ہے، جس کی واضح مثال قرآن کا یہ حکم ہے کہ ''دین میں کوئی جبر نہیں''۔اس اُصول کا مطلب یہ ہے کہ ایمان ایک ذاتی اور شعوری انتخاب ہے، جسے کسی پر مسلط نہیں کیا جاسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی معاشرت میں مختلف مذاہب کے پیروکاروں کو اپنے عقائد کے ساتھ زندگی گزارنے کی اجازت دی گئی۔اصل مسئلہ دنیا میں مذاہب کا اختلاف نہیں، بلکہ انسانوں کے رویے، مفادات اور طاقت کے استعمال کا ہے۔ جب سیاسی یا معاشی مفادات غالب آجاتے ہیں تو اکثر اوقات ظلم اور تنازع پیدا ہوتا ہے، جب کہ مذاہب کی اصل تعلیمات ہمیشہ امن، انصاف اور انسانی خدمت کی طرف رہنمائی کرتی ہیں۔

آج کے دور میں ضرورت اس بات کی ہے کہ مذاہب کو ان کی اصل تعلیمات کے تناظر میں سمجھا جائے اور غلط فہمیوں کے بجائے مکالمے اور باہمی احترام کو فروغ دیا جائے۔اس کے ذریعے ہی عالمی سطح پر پائیدار امن قائم کیا جاسکتا ہے۔اسلام کا بنیادی پیغام آج بھی یہی ہے کہ انسانیت کو امن، عدل، برداشت اور مشترکہ خیر کی طرف لایا جائے اور اختلافات کو نفرت یا تصادم کے بجائے افہام و تفہیم کے ذریعے حل کیا جائے۔ یہی وہ راستہ ہے جو ایک پُرامن اور متوازن عالمی معاشرے کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔☆